علامہ اسد اور پنجاب یونی ورسٹی — وصل و فصل

ڈاکٹر زاہد منیر عامر

خلاصہ

پولینڈ کے ایک یہودی گھرانے میں آنکھ کھولنے والے Leopold Weiss وسیع المشاہدہ، صاحب علم اور فاضل شخصیت تھے۔ اپنے طویل تجربے، مشاہدے اور مسلسل مطالعے کے بعد انھوں نے ۱۹۲۶ء میں اسلام قبول کیا اور اپنا اسلامی نام محمد اسد رکھا۔ انھیں علامہ اقبال کی صحبت میں حاضری کا شرف بھی حاصل تھا۔ مثالی اسلامی ریاست پر علامہ سے ان کی گفتگوئیں رہیں۔ اس موضوع پر ان کی علمی کاوشیں بھی سامنے آئیں۔ قیام پاکستان کے بعد وہ وزارتِ خارجہ سے منسلک ہوئے۔ پنجاب یونی ورسٹی سے بھی ان کی وابستگی رہی۔ فروری ۱۹۴۹ء کو انھیں پنجاب یونی ورسٹی کے شعبہ اسلامیات کی صدارت کا منصب پیش کیا گیا۔ علامہ اسد نے گیارہ ماہ تک اس منصب پر خدمات سرانجام دیں۔ علامہ اسد نے ۱۹۵۰ء میں مولوی تمیزالدین کے ساتھ مل کر آل پاکستان پولیٹکل سائنس کانفرنس منعقد کروائی۔ پنجاب یونی ورسٹی کے ساتھ علامہ اسد کا آخری رابطہ انٹرنیشنل اسلامک کلوکیم کے حوالے سے ہوا۔ یکم مارچ ۱۹۵۷ء کو انھوں نے کلوکیم کے ڈائریکٹر کا منصب سنبھالا۔ اس منصب سے علیحدگی علامہ اسد کی پنجاب یونی ورسٹی سے دائمی فصل پر منتج ہوئی۔

❁......❁......❁

محمد اسد نے پولینڈ کے ایک یہودی گھرانے میں لمبرگ (موجودہ یوکرائن) میں ۲؍جولائی ۱۹۰۰ء کو آنکھ کھولی، ان کا خاندانی نام Leopold Weiss رکھا گیا۔ مذہبی صحائف اور عبرانی کی تعلیم کے بعد پہلی جنگِ عظیم کا طوفان انھیں آسٹریائی فوج میں لے گیا۔ فوجی زندگی کے تجربے نے زیادہ طول نہیں کھینچا اور وہ جلد اپنی تعلیم کی طرف لوٹ آئے، انھوں نے ویانا یونی ورسٹی میں فلسفہ، تاریخ، آرٹ، طبیعیات اور کیمیا کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۲۲ء میں پہلی بار مشرقِ وسطیٰ کا سفر اختیار کیا اور مصر، اُردن، فلسطین، شام اور ترکی کے اسفار کیے۔ ۱۹۲۴ء کے دوسرے سفر میں انھوں نے مصر، عمّان، شام، ٹریپولی، عراق، ایران، افغانستان، وسطِ ایشیا کی سیاحت کی۔ اپنے طویل تجربے اور مشاہدے اور مسلسل مطالعے کے بعد انھوں نے ۱۹۲۶ء میں، برلن میں، اسلام قبول کیا اور اپنا اسلامی نام محمد اسد رکھا۔ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اور قاہرہ میں رشتہء ازدواج میں منسلک ہوئے۔ وہ عالمی صحافت سے متعلق تھے اور اس حیثیت میں دنیا کا ایک بڑا حصہ دیکھنے کے بعد ۱۹۳۲ء میں ہندوستان آئے، یہاں ان کا قیام امرت سر، لاہور، سری نگر، دہلی اور حیدرآباد دکن میں رہا۔ وہ علامہ اقبال سے ملے، علامہ اقبال نے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ اسلامیہ کالج لاہور میں نسلِ نو کو اسلامیات کا درس دیں، سید نذیر نیازی کے نام ۱۹۳۴ء کے متعدد خطوط میں اسد کے حوالے سے علامہ اقبال کا اظہارِ خیال موجود ہے[۱] اسی سال اُن کی کتاب[۲] *Islam at the Cross Road* شائع ہوئی، جس کے بارے میں علامہ اقبال نے لکھا:

> This work is extremely interesting. I have no doubt that coming as it does from a highly cultured European convert to Islam it will prove an eye-opener to our younger generation.[3]

علامہ اقبال سے ملاقات کے بعد انھوں نے ایک آزاد اسلامی ریاست کے قیام کو اپنا نصب العین بنالیا، اس کے بعد وہ اپنی تحریروں میں اسی نصب العین کے حصول کے لیے کوشاں نظر آتے ہیں، انھوں نے اس آزاد مملکت کے لیے اسلامی دستور کے راہ نما اصول بھی مرتب کیے۔ ان کی انھی خدمات کے باعث انھیں Intellectual Co-founder of Pakistan بھی کہا گیا ہے[۴] قیامِ پاکستان، اسد کے خوابوں کی تعبیر تھا، اپنے خوابوں کی اس تعبیر کے بارے میں خود انھوں نے بھی ایک جگہ لکھا ہے:

> For which I my self had worked and striven since 1933.[5]

۱۹۳۵ء میں انھوں نے صحیح بخاری کے انگریزی ترجمے اور تشریح کی اشاعت کا کام شروع کیا اور اس

کے پانچ اجزا شائع کیے۔[۶] جنوری ۱۹۳۷ء میں حیدر آباد دکن سے نکلنے والے رسالے *Islamic Culture* کے مدیر مقرر ہوئے۔ یہ رسالہ اکتوبر ۱۹۳۸ء تک ان کی ادارت میں شائع ہوتا رہا۔ دوسری جنگِ عظیم کے زمانے (یکم ستمبر ۱۹۳۹ء ......۱۴/ اگست ۱۹۴۵ء) میں برطانوی حکومت نے انھیں گرفتار کر لیا۔ طویل عرصے تک صعوبتیں جھیلنے اور صدمے اٹھانے کے بعد رہا ہوئے اور ۱۹۴۶ء میں ایک ماہانہ رسالے عرفات کا اجرا کیا۔ ۱۹۴۷ء میں قیامِ پاکستان کے موقع پر ڈلہوزی سے لاہور آ گئے اور ماڈل ٹاؤن میں مقیم ہوئے۔

قیامِ پاکستان کے بعد انھیں اسلامی تعمیرِ نو کے ایک نئے محکمے Department of Islamic Reconstruction کا ڈائریکٹر بنایا گیا، انھوں نے وزارتِ خارجہ میں ڈپٹی سیکریٹری اور مڈل ایسٹ ڈویژن کے انچارج کی حیثیت سے خدمات انجام دیں اور اقوامِ متحدہ میں پاکستان کی نمائندگی کرتے رہے۔ ۱۹۵۱ء میں حکومتِ پاکستان کے نمائندے کے طور پر سعودی عرب گئے، اگلے برس انھیں اقوامِ متحدہ میں پاکستان کا سفیر مقرر کیا گیا جہاں انھوں نے Committee on Information from Non-Self Govt. Territories کے چیئرمین اور Disarmament Commission of the Security Council کے رُکن کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ ۱۹۵۴ء میں اُن کی مشہور کتاب *The Road to Mecca*[۷] شائع ہوئی۔ اقوامِ متحدہ میں پاکستان کی سفارت سے مستعفی ہونے کے بعد انھوں نے سوئٹزرلینڈ، بیروت، شارجہ اور لبنان کے اسفار کیے۔ ۱۹۶۱ء میں ان کی کتاب[۸] *The Principles of State and Govt. in Islam* شائع ہوئی۔ ۱۹۶۴ء میں انھوں نے مراکش میں رہائش اختیار کر لی جہاں وہ ۱۹۸۱ء تک مقیم رہے۔ ۱۹۸۰ء میں قرآنِ حکیم کے ترجمے اور تشریحات پر مبنی ان کی کتاب[۹] *The Message of The Quran* شائع ہوئی۔ ۱۹۸۳ء میں جنرل ضیاء الحق کی حکومت نے نفاذِ اسلام کے سلسلے میں راہ نمائی لینے کے لیے ایک بار پھر انھیں پاکستان بلایا اور انھوں نے انصاری کمیشن کے اجلاس میں شرکت کی۔

حصولِ آزادی کے بعد وہ پہلے شخص تھے جنھیں پاکستانی پاسپورٹ جاری کیا گیا تھا۔ پہلے پاکستانی پاسپورٹ کے حامل اس محبِ وطن کا یہ آخری سفرِ پاکستان ثابت ہوا۔ وہ پاکستان سے ۳/ اگست ۱۹۸۳ء کو لندن چلے گئے تھے جہاں سے انھوں نے پرتگال کا سفر اختیار کیا۔ ۱۹۸۷ء میں وہ ہسپانیہ لوٹے (اسی سال ان کی آخری کتاب[۱۰] *The Law of Ours and Other Essays* شائع ہوئی) اور یہیں ۲۰/ فروری ۱۹۹۲ء کو انھوں نے زندگی کی آخری سانس لی، اب وہ غرناطہ کے مسلم قبرستان میں آرام فرما ہیں۔

جیسا کہ سطورِ ماقبل سے ظاہر ہے، عالمی سطح کے ایک نام ور دانش ور اور علوم اسلامی کے ایک ماہر کی حیثیت سے وطنِ عزیز نے اُن کی خدمات سے استفادہ کیا۔ ملک کی قدیم ترین اور بزرگ ترین جامعہ، پنجاب یونی ورسٹی، نے بھی علامہ اسد کے علم و فضل سے استفادے کی راہیں کشادہ کیں۔ علامہ اسد پر اب

تک جو تحقیقی کام سامنے آچکا ہے اس میں پنجاب یونی ورسٹی اور علامہ اسد کے حوالے سے معلومات کا فقدان ہے۔ علامہ اسد کی پہلی سوانح[۱۱] (Leopold Weiss alias Muhammad Asad) جرمن زبان میں لکھی گئی اس میں پنجاب یونی ورسٹی بلکہ پاکستان ہی کا کوئی تذکرہ ممکن نہیں تھا اس لیے کہ یہ کتاب ۱۹۲۷ء تک کے احوال سے بحث کرتی ہے، اس کے بعد حال ہی میں The Truth Society کی طرف سے علامہ اسد کے احوال و آثار اور ان کے بارے میں لکھے جانے والے مضامین، دو ضخیم مجلّدات کی صورت میں شائع ہوئے ہیں[۱۲] ایک ہزار سے زائد صفحات کے اس مجموعے میں بھی جہاں علامہ اسد کی زندگی کے بیشتر پہلو زیر بحث آگئے ہیں، اقبال اور اسد، اسد اور خیری برادران وغیرہ جیسے ارتباطی موضوعات پر بھی کلام کیا گیا ہے لیکن علامہ اسد کی زندگی کے اس ورق سے متعلق معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں، علامہ اسد کے افکار کے حوالے سے پی ایچ۔ڈی کی سطح کا ایک مقالہ بھی تحریر کیا جا چکا ہے[۱۳] اس کے اوراق بھی Europe's Gift to Islam کی طرح اسلامک کلوکیم میں علامہ اسد کے تقرر کے مختصر تذکرے کے سوا علامہ اسد اور پنجاب یونی ورسٹی کے حوالے سے خاموش ہیں۔

ذیل کے مضمون میں ہم پنجاب یونی ورسٹی کے ساتھ علامہ اسد کے ربط و تعلق کے تین مظاہر پر بات کریں گے جن میں سے اوّل الذکر دو پہلو ایسے ہیں جو اس مضمون کے ذریعے پہلی بار واضح کیے جا رہے ہیں۔

پہلی بار اس ضمن میں علامہ مرحوم کے اپنے خطوط اور پنجاب یونی ورسٹی کے اعلیٰ اداروں کی رودادوں سے مدد لی گئی ہے۔ اس مضمون میں پیش کیے جانے والے علامہ اسد کے تمام خطوط غیر مطبوعہ ہیں اور ان سطور کے ساتھ پہلی بار اشاعت پذیر ہو رہے ہیں۔

(۱)

قیامِ پاکستان کے بعد نئے ملک کی اسلامی شناخت کے سلسلے میں جو اقدامات کیے گئے ان میں ایک، ملک کی قدیم ترین اور بزرگ ترین جامعہ، پنجاب یونی ورسٹی میں علومِ اسلامی کے شعبے کا قیام بھی شامل تھا۔ پنجاب یونی ورسٹی نے یونی ورسٹی کی ایک وحدت کے طور پر ۱۸۸۲ء میں آغاز کیا تھا لیکن ہنوز اس میں علومِ اسلامی کا کوئی شعبہ موجود نہیں تھا، اس حقیقت اور نئے وطن کے تقاضوں کے پیشِ نظر پنجاب یونی ورسٹی کی سنڈیکیٹ نے اپنے اجلاس ۵رفروری ۱۹۴۹ء میں یہ فیصلہ کیا کہ یونی ورسٹی میں اسلامیات کا ایک شعبہ قائم کیا جائے[۱۴] جامعات میں جب نئے شعبے قائم کیے جاتے ہیں تو ان میں تدریس اور سربراہی کے لیے اُس مضمون کی رسمی سند رکھنے والے تو مہیا نہیں ہوتے البتہ ان مقاصد کے لیے ایسے علما کا انتخاب کیا جاتا ہے جو اُس شعبۂ علم میں درجۂ کمال پر فائز ہوں۔ علامہ محمد اسد ۱۹۲۶ء میں قبولِ اسلام کے بعد علومِ اسلامی سے سنجیدگی کے ساتھ وابستہ رہے۔ اور انھوں نے اتنا کمال بہم پہنچایا کہ جب پنجاب

یونی ورسٹی نے علومِ اسلامی کا شعبہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا تو اس کی مسندِ صدارت کے لیے حکام کی نگاہِ انتخاب علامہ محمد اسد پر جا کر رُکی۔ پنجاب یونی ورسٹی سنڈیکیٹ کے جس اجلاس (۵/فروری ۱۹۴۹ء) کا ابھی ذکر ہوا اُس میں وائس چانسلر نے شعبہء اسلامیات کی صدارت کے لیے علامہ اسد کا نام تجویز کیا اُس وقت پنجاب یونی ورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر عمر حیات ملک تھے جو اس منصب پر ستمبر ۱۹۴۷ء سے ستمبر ۱۹۵۰ء تک فائز رہے۔ یونی ورسٹی نے ایک خط کے ذریعے علامہ اسد کو اس پیش کش سے مطلع کیا۔ یہ اطلاع رجسٹرار کیپٹن محمد بشیر کی طرف سے مراسلہ نمبر ۱۲۴۳/جی ایم مورخہ ۸/فروری ۱۹۴۹ء کو دی گئی۔ رجسٹرار کی طرف سے بھیجے جانے والے خط کا متن درجِ ذیل ہے:

To
Allama M. Asad
Director, Department of Islamic Reconstuction, West Punjab, Lahore.
Sir,

I have the honour to inform you that the Syndicate has appointed you as an honorary head of the department of the Islamiyyat of this University. Kindly acknowledge.

I have etc. etc.

Signatured
Deputy Registrar (Admin).
for Registrar

یہ مراسلہ ملنے پر علامہ اسد نے اس پیش کش کو قبول کر لیا جس کا اظہار ان کے ایک خط سے ہوا جس میں انھوں نے یونی ورسٹی رجسٹرار کے منقولہ خط کی رسید دیتے ہوئے یونی ورسٹی کا شکریہ ادا کیا۔ علامہ اسد کا یہ خط ۱۲/فروری ۱۹۴۹ء کو لکھا گیا، خط کا متن درجِ ذیل ہے:

February 12, 1949
Captain M. Bashir, B.Sc. Hons. (Edin)
Registrar, University of the Punjab,
Lahore.

I thank you for your letter No. 1243/LM dated the 3rd February, 1949, informing me that the Syndicate has appointed me as honorary Head of the Department of Islamiyyat of the University, for which honour I am grateful.

Yours truly,
Signatured
(M. ASAD)

یونی ورسٹی میں سنڈیکیٹ کے فیصلوں کی توثیق سینیٹ کا ادارہ کیا کرتا ہے۔ علامہ اسد کے اعزازی صدرِ شعبۂ اسلامیات مقرر کیے جانے کا فیصلہ سینیٹ کے اجلاس منعقدہ ۲۹/مارچ ۱۹۴۹ء میں پیش کیا گیا۔ سینیٹ نے جس کی توثیق کر دی۔ سینیٹ کے مذکورہ اجلاس کی روداد میں درج ہے:

The Senate at its meeting held on 29th March, 1949, has approved the following items:-

15. That the recommendations of the Syndicate relating to the appointment of the following persons in the various University Teaching Departments be approved (Vide paragraphs 16 and 2, 3, 32 and 38 of the Syndicate Proceedings, dated the 5th and 11th February, 1949, respectively):-

1.Allama Muhammad Asad, as Honorary Head of the Department of Islamiyat.

Copy of the above forwarded for information and necessary action to the A.R.A. and D.R.A./H.A.A./Asstt.Misc/Mr. Hassan Din with files to inform the persons concerned and Head of the Teaching Departments.[15]

اس تقرر پر گیارہ ماہ گزرنے کے بعد علامہ اسد نے استعفیٰ پیش کر دیا، انھوں نے وائس چانسلر کے نام اپنے خط میں استعفیٰ کا سبب اپنی مصروفیات کو بتایا اور کہا کہ میں ان مصروفیات کی موجودگی میں اعزازی صدرِ شعبہء اسلامیات کے فرائض سے انصاف نہیں کرسکتا اس لیے فوری طور پر میرا استعفیٰ قبول کرلیا جائے۔علامہ اسد کو یہ بات معلوم نہیں تھی کہ آیا وائس چانسلر لاہور میں موجود ہیں یا نہیں چنانچہ انھوں نے استعفیٰ کا خط ایک سر پوش مراسلے کے ساتھ رجسٹرار کو بھجوایا اور اپنے سر پوش مراسلے میں یہ لکھا کہ شعبہ اسلامیات سے متعلق میرے پاس جو فائلیں ہیں وہ بھی ڈپٹی رجسٹرار ایڈمن کو واپس کی جارہی ہیں، رجسٹرار کیپٹن محمد بشیر کے نام علامہ اسد کے خط کا متن درجِ ذیل ہے:

3. Chamba House Lane.
Lahore, January 24, 1950.
My dear Capt. Bashir,

As I am not sure whether the Vice-Chancellor is at present in Lahore. I am sending my resignation from the post of Honorary Head of the Deptt. of Islamiyyat to you, with the request to place it before him at the earliest opportunity. The files in my possession relating to this Department are being returned to the Deputy Registrar (Adm.).

Thanking you,

Yours sincerely,
Signatured

Capt. M. Bashir, M.Sc.(Edin),
Registrar
University of the Punjab,
LAHORE.

اس سر پوش مراسلے کے ساتھ بھیجے جانے والے استعفیٰ پر مبنی وائس چانسلر کے نام علامہ اسد کا خط درج ذیل ہے:

3, Chamba House Lane,
Lahore, January 24, 1950.

The Vice-Chancellor,
Punjab University , Lahore.
Dear Sir,

Owing to my pre-occupations I am not in a position to do justice to my office as Honorary Head of the Department of Islamiyyat, Punjab University, and request you

therefore kindly to accept my resignation from this office with immediate effects.

Yours truly,
Signatured
(M. ASAD)

یہ استعفیٰ وائس چانسلر صاحب کے ملاحظہ میں لایا گیا اور انھوں نے ۲۵/جنوری ۱۹۵۰ء کو اس پر اپنے دستخط ثبت کیے۔ اور اسے سنڈیکیٹ کی اطلاع کے لیے بھجوا دیا گیا۔ اس مقصد کے لیے ذیل کا دفتری نوٹ تیار کیا گیا:

Office Note

Subject: **Resignation of Allama Mohammad Asad as Honorary Head of the Department of Islamiyyat.**

At the time of creation of Islamiyyat as a subject for various University Examinations, Allama M. Asad was appointed as Honorary Head of the Department of Islamiyyat. The Allama has tendered his resignation on the grounds that owing to his pre-occupations he is not in a position to do justice to his office, and requests that his resignation be accepted with immediate effect.

The Syndicate may accept his resignation and appoint a substitute in his place.

حسبِ ضابطہ یہ استعفیٰ سنڈیکیٹ کے اجلاس میں پیش کیا گیا جس کی منظوری کے بعد معاملہ سینیٹ میں لے جایا گیا۔ سینیٹ کے اجلاس منعقدہ ۳۰/مارچ ۱۹۵۰ء کی رُوداد مظہر ہے کہ سینیٹ نے علامہ اسد کے استعفیٰ سے متعلق سنڈیکیٹ کی سفارش کی توثیق کر دی۔ سینیٹ کی روداد میں لکھا گیا ہے:

That the recommendations of the Syndicate relating to the acceptance of the resignation of the following person be approved (vide paragraph 7 and 15, 17 and 20 of the Syndicate proceedings dated 6th February 1950 and 7th March 1950 respectively)

4. Allama Muhammad Asad, as honorary head of the department of Islamiyyat.[16]

علامہ اسد کے استعفیٰ کے بعد یونی ورسٹی نے صدرِ شعبہ اسلامیات کا منصب علامہ علاء الدین صدیقی (۳/نومبر ۱۹۰۷ء- ۲۷/دسمبر ۱۹۷۷ء) کو پیش کیا، علامہ صاحب موصوف نے یہ منصب قبول کیا یوں وہ پنجاب یونی ورسٹی شعبہ اسلامیات کے دوسرے سربراہ قرار پائے (بعض اصحاب نے انھیں پہلا سربراہ[۱۷] قرار دیا ہے) سنڈیکیٹ کے اجلاس منعقدہ ۷/مارچ ۱۹۵۰ء میں علامہ اسد کا استعفیٰ منظوری کے لیے پیش کیا گیا، اسی اجلاس میں اعزازی صدرِ شعبہ اسلامیات کے طور پر علامہ علاء الدین صدیقی کا تقرر کر دیا گیا۔ یہ تقرر مستقل انتظام ہو جانے تک کے لیے ۵۰۰ روپے ماہانہ تنخواہ پر یکم جولائی ۱۹۵۰ء سے کیا گیا[۱۸] اور اس تقرر کی اطلاع انھیں ۲۷/مارچ ۱۹۵۰ء کو اسسٹنٹ رجسٹرار جنرل نے ایک مراسلے کے ذریعے دی۔ گزشتہ صفحات میں پیش کیے جانے والے شواہد کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ پنجاب یونی ورسٹی کے شعبۂ اسلامیات کے اوّلین سربراہ علامہ اسد تھے جو اس منصب پر گیارہ ماہ تک فائز رہے۔ شعبے کا قیام اور اس کے ابتدائی مراحل انھی کے دور میں طے پائے جیسا کہ ان کے استعفیٰ میں شعبے کے ریکارڈز کی واپسی کا اشارہ ظاہر کر رہا ہے۔[۱۹]

(۲)

شعبہ اسلامیات کی صدارت سے مستعفی ہونے کے بعد بظاہر پنجاب یونی ورسٹی سے علامہ اسد کا تعلق ختم ہو گیا لیکن درحقیقت ایسا نہیں ہے۔ یونی ورسٹی اس کے بعد بھی اس امر کی مشتاق رہی کہ علامہ اسد کسی طرح اس سے وابستہ ہو جائیں۔ پنجاب یونی ورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر عمر حیات ملک (۱۸۹۲ء......۱۹۸۲ء) بھی علامہ اسد کے ایک قدر دان اور مداح تھے، وہ ستمبر ۱۹۴۷ء میں پنجاب یونی ورسٹی کے وائس چانسلر مقرر ہوئے اور جون ۱۹۵۰ء تک اس منصب پر خدمات انجام دیتے رہے۔ انھوں نے اسلامی آئین کے خط و خال واضح کرنے کے لیے پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کے سپیکر مولوی تمیز الدین خان کے ساتھ مل کر ۵، ۶۔ ۷ مارچ ۱۹۵۰ء کو آل پاکستان پولیٹیکل سائنس کانفرنس مقرر کروائی، اس کانفرنس کا پہلا اجلاس مسلم نظریۂ سیاست و حکمرانی کے موضوع پر ہوا، اس اجلاس کی صدارت علامہ اسد کو تفویض کی گئی[۲۰] اس واقعہ کے بعد کم از کم دو بار علامہ اسد کا پنجاب یونی ورسٹی سے انسلاک ہوا۔

پنجاب یونی ورسٹی اورینٹل کالج میں السنۂ شرقیہ کے ساتھ جرمن اور فرانسیسی زبانوں کی تدریس کا سلسلہ بھی جاری تھا، قیامِ پاکستان کے بعد ان میں ہسپانوی اور روسی زبانوں کی تدریس کا بھی اضافہ ہوا۔ رفتہ رفتہ ترکی اور جاپانی کی تدریس کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا، یہاں تک کہ چیف جسٹس عبدالرشید کی قیادت میں قائم ہونے والے آٹھ رکنی پنجاب یونی ورسٹی کمیشن نے یہاں ایک لینگوئج یونٹ قائم کرنے اور اس ادارے کو کالج آف اورینٹل اینڈ ویسٹرن لینگوئجز بنانے کی سفارش کی[۲۱] آزادی کے بعد ڈاکٹر برکت علی قریشی یہاں جرمن زبان کی تدریس کا فریضہ انجام دیتے تھے، ڈاکٹر قریشی بنیادی طور پر پروفیسر عربی کے منصب پر فائز تھے وہ اکتوبر ۱۹۴۲ء میں اورینٹل کالج سے منسلک ہوئے اور مئی ۱۹۴۸ء میں پروفیسر ڈاکٹر شیخ محمد اقبال کے انتقال کے بعد پرنسپل اورینٹل کالج مقرر ہوئے۔ فروری ۱۹۵۰ء میں انھیں سفیر بنا دیا گیا، انھوں نے سفیرِ پاکستان کی حیثیت سے شام، لبنان اور اُردن میں سفارتی خدمات انجام دیں[۲۲] اور جون ۱۹۵۱ء میں اپنے پرانے مناصب پر یعنی پروفیسر عربی اور پرنسپل اورینٹل کالج کی حیثیت سے واپس آ گئے۔ ڈاکٹر قریشی نے جرمنی میں تعلیم حاصل کی تھی انھوں نے ۱۹۲۸ء میں برلن یونی ورسٹی سے پی ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کی تھی وہ جرمن زبان پر بھی دسترس رکھتے تھے لہٰذا اورینٹل کالج میں جرمن زبان کی تدریس کا فریضہ بھی وہی انجام دیتے تھے۔ فروری ۱۹۵۰ء میں ان کے سفیر بن کر چلے جانے پر اس تدریسی سلسلے میں خلل واقع ہوا۔ انھوں نے تدریسِ زبان کے کورس کا آغاز ۱۷ اکتوبر ۱۹۴۹ء کو کیا تھا، ابتدائی درجے کی اس کلاس میں بیس طالب علم شریک تھے۔ یکم فروری ۱۹۵۰ء کو جب کہ ابھی اس سلسلے پر تین ماہ بھی پورے

نہیں ہوئے تھے وہ رُخصت پر چلے گئے، اگرچہ ابھی شعبۂ اسلامیات کی صدارت سے علامہ اسد کے استعفیٰ کے واقعہ کو محض دو ماہ گزرے تھے، یونی ورسٹی نے جرمن کورس کے تدریسی سلسلے کو بحال رکھنے کے لیے علامہ اسد کو دعوت دی۔ علامہ اسد عربی، فارسی، فرانسیسی، پرتگالی، ہسپانوی، اُردو میں یکساں مہارت رکھتے تھے[۲۳] انگریزی، جرمن اور ڈچ، عبرانی پر اُن کی گرفت مسلمہ تھی چنانچہ اُن سے یہ درخواست کی گئی کہ وہ پیر، منگل، بدھ اور جمعرات کو جرمن زبان پر چار لیکچر دے دیا کریں۔ اس خدمت کے عوض انھیں دو سو روپے ماہوار معاوضے کی پیش کش کی گئی۔ پیش کش کا خط رجسٹرار کی طرف سے ڈپٹی رجسٹرار ایڈمن نے ارسال کیا۔ خط میں لکھا گیا:

Senate Hall,
March 20, 1950.

Allama M. Asad,
3 - Chamba House Lane,
Golf Road, Lahore.
Sir,

I have been directed by the Vice-Chancellor to enquire if you would be willing to take German Classes. At the present moment there is only one elementary class consisting of 20 students. The Course was started by Principal B.A. Kuraishi on the 17th October, 1949 and no instruction has been imparted after the 1st February, 1950. The lecturer would be expected to take four periods a week i.e. on Monday, Tuesday, Wednesday and Thursday. The recommendation offered by the University is Rs. 200/- p.m.

An early reply is requested.
I have etc.,

Signatured
Deputy Registrar (Admn.),
for Registrar.

یوں معلوم ہوتا ہے کہ علامہ اسد نے اس پیش کش پر سنجیدگی سے غور کیا، انھیں یہ خط ملا تو وہ کراچی کے لیے عازم سفر تھے چنانچہ انھوں نے کوئی حتمی جواب دینے کی بجائے خط کی رسید دینے پر اکتفا کیا اور لکھا کہ کراچی سے واپسی پر وہ اس پیش کش کا بہتر جواب دے سکیں گے۔ اور یہ توقع بھی ظاہر کی کہ ہوسکتا ہے کراچی میں ان کی ملاقات وائس چانسلر صاحب (جو اُس وقت ڈاکٹر عمر حیات ملک تھے) سے بھی ہو جائے اور ایسا ہونے کی صورت میں وہ وائس چانسلر صاحب سے بھی اس مسئلے پر تبادلۂ خیال کریں گے۔ رجسٹرار کے نام علامہ اسد کا یہ خط ۲۲/ مارچ ۱۹۵۰ء کو چنبہ ہاؤس لاہور سے لکھا گیا، خط کا متن:

Chamba House Lane,
Lahore, March 22, 1950.

Deputy Registrar (Adm.),
Punjab University, Lahore.

Dear Sir,

With reference to your letter No. 1064/G, dated the 20th instant, I have to inform you that I am leaving for Karachi tomorrow morning, and cannot, therefore, give you a final reply regarding the matter under consideration. I shall be, however, back in Lahore within a week or so, and shall contact you then. In Karachi I hope also to meet the Vice-Chancellor and to discuss the matter with him as well.

Yours truly,
Signatured
(M. ASAD)

کراچی سے واپسی کے بعد علامہ اسد نے کیا جواب دیا، آیا کراچی میں وائس چانسلر پنجاب یونی ورسٹی سے ان کی ملاقات ہوئی یا نہیں اس کا کچھ علم نہیں، تاہم بعدازاں جرمن زبان کی تدریس کا سلسلہ جاری رہا۔ اگلے ہی برس ڈاکٹر برکت علی قریشی واپس آ گئے جنھوں نے اپنی سبکدوشی (۱۹۵۴ء) تک فرائضِ تدریس انجام دیے۔ اُن کے بعد ڈاکٹر بشارت علی (۱۹۵۴ء......۱۹۵۵ء) ڈاکٹر براؤن (۱۹۵۵ء......۱۹۶۰ء) ڈاکٹر پیٹر شونگل (۱۹۶۰ء......۱۹۶۱ء) اور مسز ارسلا جینیتکی[۲۴] اس شعبے میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔

(۳)

پنجاب یونی ورسٹی کے ساتھ علامہ اسد کا آخری ربط انٹرنیشنل اسلامک کلوکیم کے حوالے سے ہوا۔ یہ کلوکیم قیامِ پاکستان کے بعد یونی ورسٹی کی پہلی بین الاقوامی سرگرمی تھی۔ اس کی تحریک امریکہ میں پاکستان کے سفیر سید امجد علی نے کی تھی، جو اُس وقت مرکزی وزیر خزانہ تھے۔ اس کلوکیم کے اخراجات حکومتِ پاکستان نے برداشت کیے اور اس کے لیے پہلے پچاس ہزار روپے اور پھر تین لاکھ روپے کی گرانٹ دی گئی[۲۵] اس علمی مجلسِ مذاکرہ میں مسلم دنیا کے چالیس ملکوں سے علما اور دانش وروں نے شرکت کی اور مذہب اور ثقافت کے موضوعات پر مقالات پیش کیے۔ یہ اپنی نوعیت کا دوسرا انٹرنیشنل کلوکیم تھا، پہلا کلوکیم لائبریری آف کانگریس اور پرنسٹن یونی ورسٹی کے زیرِ اہتمام ۱۹۵۳ء میں امریکہ میں منعقد ہوا تھا۔ اس دوسرے کلوکیم کے لیے وطنِ عزیز کی چھ جامعات کے نمائندوں پر مشتمل ایک کلوکیم کمیٹی قائم کی گئی تھی جس میں مختلف حلقوں سے تجاویز طلب کرنے کے بعد کلوکیم کے لیے بہ تفصیلِ ذیل نو موضوعاتِ بحث تجویز کیے۔

۱۔ اسلامی ثقافت اور اس کا مفہوم ۲۔ اسلام کا تصورِ ریاست ۳۔ مسلم معاشروں کے لیے جدید تصورات اور سماجی اقدار کا چیلنج ۴۔ اجتہاد کا کردار اور اسلام میں قانون سازی کے امکانات ۵۔ سائنس کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر ۶۔ مغربی تاریخ اور ثقافت پر اسلام کے اثرات ۷۔ اسلام کے سماجی ڈھانچے میں معاشیات ۸۔ دوسرے ادیان کے بارے میں اسلام کا رویہ اور روابط ۹۔ عالمی امن کے قیام میں اسلام کا کردار[۲۶]

اس نہایت اہم کلوکیم کے انتظامات کے لیے علامہ اسد کو دعوت دی گئی ، جسے انھوں نے قبول کرلیا۔ پنجاب یونی ورسٹی چانسلرز کمیٹی کی رُوداد مظہر ہے کہ علامہ اسد نے یکم مارچ ۱۹۵۷ء کو کلوکیم کے ڈائریکٹر کا منصب سنبھالا ، اس منصب کے لیے ذیل کی شرائط طے کی گئی تھیں :

(A) He would be paid a consolidated sum of Rs. 2500/- p.m for the period he would act as Director.

(B) He would be entitled to get return passage from Beirut to Lahore in respect of himself and his wife.[27]

بعدازاں انھیں ایک صدرِ شعبہ جتنے مالی اختیارات بھی دے دیے گئے ، چانسلرز کمیٹی کے اجلاس ۳۰ / مارچ ۱۹۵۷ء کی رُوداد میں درج ہے :

The honorary treasurer had recommended that Mr. Muhammad Asad who had been appointed Project Officer of the International Islamic Colloquium be deligated the same financial power as were exercised by Heads of the University Departments.[28]

علامہ اسد نے وائس چانسلر سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ اُن کی اہلیہ پولا حمیدہ کو اُن کی سیکریٹری کے طور پر کام کرنے کی اجازت دی جائے چنانچہ وائس چانسلر کی سفارش پر چانسلرز کمیٹی نے اپنے ۲۰ / اپریل ۱۹۵۷ء کے اجلاس میں مندرجہ ذیل امور منظور کیے :

(2) Mr. Muhammad Asad the Project Officer be designated as Director of Colloquium.

(3) Mrs. Pola Hamida Asad's offer to act as Secretary in an honorary capacity be accepted with thanks.[29]

علامہ اسد کو اس کلوکیم کے انتظامات کے لیے بیروت سے بلوایا گیا تھا انھیں اپنے اسباب کی بیروت سے کراچی اور کراچی سے لاہور منتقلی کے لیے رقم کی ضرورت تھی چنانچہ انھوں نے یونی ورسٹی سے درخواست کی کہ اس مقصد کے لیے ایک ہزار روپے پیشگی دے دیے جائیں جنھیں وہ بعدازاں بالاقساط ادا کردیں گے۔ وائس چانسلر نے چانسلرز کمیٹی کے اجلاس سے پہلے سپیشل کیس کے طور پر اس رقم کی پیشگی منظوری دے دی ، طے یہ کیا گیا کہ اس رقم کی واپسی دو سو روپے ماہوار اقساط کے ذریعے سے کی جائے گی۔ اقامتی افسر محاسبہ (Resident Auditor) نے چانسلرز کمیٹی کے اجلاس میں یہ موقف اختیار کیا کہ رقم کی واپسی تین اقساط میں ہوجانی چاہیے ، بحث و تمحیص کے بعد یہ طے پایا کہ وائس چانسلر کے اقدام کی توثیق کردی جائے تاہم اگر علامہ اسد کا کام اقساط پوری ہونے سے پہلے ختم ہوجاتا ہے تو بقیہ رقم اُن کی آخری تنخواہ سے منہا کرلی جائے گی۔ چانسلرز کمیٹی کی روداد کا اقتباس درجِ ذیل ہے :

Audit objection in regard to the number of installments for recovering the amount advanced to Mr. M. Asad for transportation of his house-hold belongings.

> Mr. M. Asad, Director, International Islamic Colloquium, had requested for an advance of one month's salary to enable him to meet expenses in connection with the shipment and transportation charges of his household belongings from Beirut to Karachi, and Karachi to Lahore. The Vice-Chancellor, in anticipation of the approval of the Chancellor's Committee, sanctioned the advance as a special case. The recovery of the amount was to be made at the rate of Rs. 200 per mensum. The Resident Senior Auditor while allowing the payment to be made provisionally desired that the sanction of the Chancellor's Committee should be obtained and that the recovery be made in three installments.
> After discussion, resolved to confirm the action taken by the Vice-Chancellor and to permit Mr. Asad to repay the loan at the rate of Rs. 200 per mensum and in case his assignment ended prior to the adjustment of the amount the entire balance to recovered from his last month's pay.[30]

ان شرائط و معاملات کے بعد علامہ اسد نے پوری توجہ اور محنت کے ساتھ اسلامک کلوکیم کے لیے کام شروع کیا۔ پاکستان ایک نیا ملک تھا اور پنجاب یونی ورسٹی کی طرف سے پہلی بار عالمی سطح کے دانش وروں کو بلایا جا رہا تھا۔ علامہ اسد نے اپنے روابط کے ذریعے "مختلف ملکوں کے علما سے رابطہ قائم کر کے ان سے اس علمی اجتماع کے لیے مقالات لکھوائے اور انھیں کلوکیم میں شرکت پر آمادہ کیا" صد سالہ تاریخ جامعہ پنجاب کے مطابق "اسلامک کلوکیم کی تاریخ میں علامہ محمد اسد کا کردار مرکزی تھا"[۳۱] لیکن افسوس کہ کلوکیم کے انتظامات کرنے کے بعد علامہ اسد کو اس سے علیحدہ ہونا پڑا۔ ان کے بعد کلوکیم کے ڈائریکٹر کا منصب ڈاکٹر مولوی محمد شفیع کے حصے میں آیا جب کہ جوائنٹ ڈائریکٹرز کے طور پر علامہ علاء الدین صدیقی (صدر شعبۂ اسلامیات) اور کیپٹن محمد بشیر (رجسٹرار) کا تقرر کیا گیا۔ سیکریٹری کے طور پر شیخ امتیاز علی (پرنسپل یونی ورسٹی لا کالج) اور محمد افضل (سیکریٹری سیکنڈری بورڈ) مقرر ہوئے۔

کلوکیم سے علامہ اسد کی علیحدگی کے بارے میں دو مختلف آرا پائی جاتی ہیں۔ ایک رائے کے مطابق علامہ اسد کو یونی ورسٹی سے کچھ شکایات پیدا ہوئیں، دوسرے موقف کے مطابق علامہ اسد سے وائس چانسلر صاحب کے اختلافات اس کا سبب بنے۔ پہلے موقف کا اظہار رسالہ ترجمان القرآن کے ایک اداریے سے ہوتا ہے جو کلوکیم کے انعقاد کے بعد لکھا گیا جس میں کلوکیم کے حوالے سے تفصیل سے اظہارِ خیال کرتے ہوئے لکھا گیا:

> ......ان تراجم کو دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ محمد اسد صاحب کی شکایات بالکل بجا تھیں اور یہ لوگ اس معیار کو قائم نہیں رکھ سکے جس کی مجلس مذاکرہ متقاضی تھی اور جس کی یقین دہانی اسد صاحب کا استعفیٰ قبول کرتے وقت بار بار کرائی گئی تھی......[۳۲]

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ اسد کا اختلاف انٹرنیشنل اسلامک کلوکیم کے مقالات کی

اشاعت سے متعلق تھا اور بعض روایات کے مطابق ان کا خیال تھا کہ عربی مقالات کے انگریزی تراجم اور انگریزی مقالات کے عربی تراجم شائع کیے جائیں، جیسا کہ علامہ اسد کے شخصیت نگار محمد ارشد نے لکھا ہے:

''علامہ اسد انگریزی زبان میں پیش کیے جانے والے مقالات کا عربی و اُردو جب کہ عربی زبان کا انگریزی زبان میں ترجمہ کرنے کے لیے مترجمین کی خدمات حاصل کرنے میں شیخ الجامعہ سے اختلافات کے سبب اپنے عہدے سے مستعفی ہوگئے۔''[۳۳]

لیکن رسالہ ترجمان القرآن کے محولہ اقتباس کا دوسرا حصہ پھر بھی واضح نہیں ہوتا جس میں کہا گیا ہے کہ ''جس (معیار) کی یقین دہانی اسد صاحب کا استعفیٰ قبول کرتے وقت بار بار کرائی گئی تھی......'' اس جملے سے بالکل معلوم نہیں ہوتا کہ کس نے یقین دہانی کروائی تھی......؟ اور کس کو کروائی گئی تھی......؟ اسد صاحب اختلافات کے باعث مستعفی ہو رہے تھے تو ایسے میں انھیں کیا یقین دہانی کروائی جاسکتی تھی......؟ ایک موقف یہ ہے کہ وائس چانسلر صاحب کلوکیم کے انتظامات کی جانب سے فکرمند تھے اور کلوکیم کے انعقاد میں ایک ماہ رہ گیا تھا جب انھوں نے علامہ اسد کو بلا کر باز پُرس کی جس نے تلخ صورت اختیار کر لی اور علامہ اسد فوری طور پر مستعفی ہوگئے۔ راقم الحروف نے شیخ امتیاز علی صاحب سے علامہ اسد کے استعفیٰ کی وجوہ دریافت کیں تو انھوں نے بتایا کہ دنیا بھر سے سکالرز کو بلایا گیا تھا، لاہور میں اچھے معیار کا ایک ہی ہوٹل (فلیٹیز) تھا، انتظامیہ پر مہمانوں کے قیام اور سیکورٹی کے مسائل کا دباؤ تھا، وائس چانسلر اس حوالے سے فکرمند تھے۔ کلوکیم کے انعقاد میں ایک ماہ رہ گیا تھا جب انھوں نے علامہ اسد کو بلا کر اپنی بے اطمینانی کا اظہار کیا اور غالباً انھیں سخت سُست کہا، جس پر ناراض ہو کر علامہ اسد نے فوری طور پر استعفیٰ پیش کر دیا۔[۳۴]

سابق وزیر تعلیم ڈاکٹر محمد افضل جو اُس زمانے میں پنجاب یونی ورسٹی سے منسلک تھے، ان کی رائے یہ ہے کہ علامہ اسد ''کانفرنس کے معاملات میں پوری دلچسپی نہ لے سکے''[۳۵] اور وائس چانسلر میاں افضل حسین نے اُن سے ''کام جلدی نپٹانے کا تقاضا کیا، اس پر تکرار ہوئی۔''[۳۶]

لیکن کلوکیم کے بعد اخبارات و جرائد نے جو تبصرے کیے اُن میں بعض تبصروں سے علامہ اسد کے استعفیٰ کی کچھ اور وجوہ بھی معلوم ہوتی ہیں، جیسا کہ گزشتہ سطور میں ماہنامہ ترجمان القرآن لاہور کے اقتباس سے ظاہر ہے کہ کچھ شکایات علامہ اسد کو تھیں اور استعفیٰ کا سبب محض انتظامی امور نہیں تھے جب کہ شیخ امتیاز علی صاحب اور ڈاکٹر افضل صاحب کی آرا سے ظاہر ہوتا ہے کہ کچھ شکایات وائس چانسلر صاحب کو تھیں اور اسی کش مکش میں نباہ کا رشتہ ٹوٹ گیا۔

وجوہ جو بھی رہی ہوں علامہ اسد نے ۲؍دسمبر ۱۹۵۷ء کو ڈائریکٹر انٹرنیشنل اسلامک کلوکیم کے منصب سے استعفیٰ دے دیا۔ اب یونی ورسٹی کی طرف اُن کے واجبات بقایا تھے چنانچہ انھوں نے یونی ورسٹی سے

تین ہزار سات سو پچپن روپے کا مطالبہ کیا تا کہ وہ اور ان کی اہلیہ پاکستان سے واپس جا سکیں۔ اُن کا مطالبہ چانسلرز کمیٹی کے اجلاس منعقدہ ۲۵ر جنوری ۱۹۵۸ء میں زیرِ غور آیا۔ خزانہ دار نے یہ موقف اختیار کیا کہ کنٹریکٹ ملازمین کو واپسی کا ٹکٹ اُس صورت میں دیا جاتا ہے جب انھوں نے اپنے کنٹریکٹ کی مدت پوری کر لی ہو۔ علامہ اسد چونکہ کارِ مفوضہ کی تکمیل سے پہلے مستعفی ہو گئے ہیں اور انھوں نے استعفیٰ سے پہلے ایک ماہ کا نوٹس بھی نہیں دیا اس لیے انھیں اور ان کی اہلیہ کو واپسی کا ٹکٹ نہیں دیا جا سکتا۔ اجلاس کو بتایا گیا کہ علامہ اسد نے سپیشل کیس کے طور پر ایک ماہ کا نوٹس دینے کی شرط ختم کرنے کی درخواست کی ہے۔ اس پر طویل بحث و تمحیص ہوئی جس کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ ایک ماہ کا پیشگی نوٹس دیے جانے کی شرط ختم کرتے ہوئے علامہ اسد کو مطلوبہ رقم دے دی جائے۔ چانسلرز کمیٹی کی روداد میں خزانہ دار کا موقف اس طرح رپورٹ کیا گیا ہے:

> All temporary employees were required to give one month's notice if they resigned. Mr. Asad did not give the required notice. He had, however, requested that the condition of the notice be waived as a special case and that he be paid a sum of Rs.3755/- to cover his traveling expenses as well as those of his wife from Lahore to Bandoum, including incidental charges. The Treasurer was of the view that the payment of return fair for Mr. Asad and his wife could only have been admissible if the return journey would be undertaken by Mr. Asad on the expiry of period of his appointment. [37]

بحث و تمحیص کے بعد کیے جانے والے فیصلے کے الفاظ یہ ہیں:

> After some discussion, resolved that the condition of one month's notice be waived and that Mr. Asad be paid the same amount as was paid to him for the inward journey.[38]

یہ تجربہ پنجاب یونی ورسٹی اور علامہ اسد کے وصل کو دائمی فصل میں تبدیل کرنے کا باعث بنا۔ اس کے بعد حکومتِ پاکستان کی طرف سے انھیں ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کی سربراہی کی پیش کش کی گئی اور وائس چانسلر کے برابر منصب اور سرکاری خرچ پر اپنے ملک سے پاکستان آمد و رفت کی سہولتیں پیش کی گئیں۔ ادارہ ثقافتِ اسلامیہ کی سربراہی کی پیش کش بھی کی گئی لیکن انھوں نے یہ مناصب قبول نہیں کیے۔

ان کے استعفیٰ کے بعد اسلامک کلوکیم حسبِ پروگرام ۲۹ر دسمبر ۱۹۵۷ء سے ۸ر جنوری ۱۹۵۸ء تک لاہور میں منعقد ہوا اور اُس میں پیش کیے جانے والے مقالات کا مجموعہ انٹرنیشنل اسلامک کلوکیم پیپرز کے نام سے شائع کیا گیا[۳۹] لیکن اس میں علامہ اسد کا کوئی ذکر نہیں۔

حوالے و حواشی

۱- سید نذیر نیازی کے نام علامہ اقبال کے مندرجہ ذیل مکتوبات میں علامہ اسد اور اُن کے اسلامیہ کالج لاہور سے تعلق کے حوالے سے ذکر موجود ہے۔ مکتوب مورخہ ۲۷/جون ۱۹۳۴ء (جس میں علامہ اسد کو خط لکھنے کا ذکر ہے) ۲۳/جولائی ۱۹۳۴ء ، ۲۸/جولائی ۱۹۳۴ء ، ۳۰/جولائی ۱۹۳۴ء ، ۱۱/اگست ۱۹۳۴ء اور ۳۱/اکتوبر ۱۹۳۴ء دیکھیے:

سید مظفر حسین برنی: کلیاتِ مکاتیبِ اقبال، اُردو اکادمی، دہلی، جلد سوم، ص ص۔ ۵۲۹ و مابعد۔

2- Muhammad, Asad, *Islam at the Crossroads,* Lahore, Arafat Publications, 1934.

3- *Ibid.* (some press opinions)

4- M. Ikram Chaghatai (ed.) *Muhammad Asad Europe's Gift to Islam,* The Truth Society and Sang-e-Meel Publications, 2006, Lahore, Vol. I, Introduction p. iii.

اسد کے سوانحی اشارات کے سلسلے میں بھی اس کتاب سے استفادہ کیا گیا ہے۔

۵- اقبال کا فکر و فن: مرتبہ افضل حق قرشی، یونیورسل بکس، لاہور، ۱۹۸۸ء، ص ۲۱۲۔

6- Muhammad Asad, *Sahih al-Bukhari,* (Translated from the Arabic with explanatory notes) Lahore, Arafat Publications.
Muhammad Asad, *Sahih al-Bukhari, The Early Years of Islam,* Gibraltar, Dar al Andalus, 1981, Preface.

7- New York, Simon and Schuster, 1954.

8- Berkeley, California, University of California Press, 1961.

9- Mecca, Muslim World League.

10- Gibralter, Dar al Andalus, 1987.

11- Gunther Windhager, *Leopold Weiss alias Muhammad Asad Von Galizien nach Arabien* 1900-1927, Bohalu Wien.

12- M. Ikram Chaghatai (ed.), *op-cit*, Vol. I & II pp. 1240.

۱۳- محمد ارشد، ''اسلامی ریاست کی تشکیلِ جدید...... محمد اسد کے افکار کا تنقیدی مطالعہ''، تحقیقی مقالہ برائے پی۔ ایچ۔ ڈی، شعبہ علوم اسلامیہ پنجاب یونی ورسٹی، لاہور، اپریل ۲۰۰۷ء

14- *Proceedings of Meeting of the Syndicate of the University of the Punjab*, dated 5-02-1949, paragraph 16, No. 1834/GM, dated 19-02-1949.

15- The Senate at its meeting held on 29th March, 1949 has approved the following items:
15) That the recommendations of the Syndicates relating to the appointment of the following persons in the various University teaching Departments be approved (vide paragraphs 16 & 2,3,32 and 38 of the Syndicates proceeding dated the 5th

and 11th February 1949 respectively):-

1. Allama Muhammad Asad as honorary Head of the Department of Islamiyyat.

16- *Poceedings Meeting of Senate,* March 30, 1950, Para No. 12.

۱۷- مثال کے طور پر دیکھیے: مرقع صدیقی، مرتبہ پروفیسر ڈاکٹر جمیلہ شوکت، لاہور، مجلس فاضلین علوم اسلامیہ جامعہ پنجاب لاہور، پاکستان، ۲۰۰۳ء ص ص ۱۴، ۹، ۷، ۱۸۵۔

18- *Proceedings of Meeting of the Syndicate* of the University of the Punjab, dated the 7-03-1950 paragraph 15, No. 15 after considering item no. 24 on the deffered agenda, it was decided to accept the resignation of Allama Muhammad Asad and to appoint Mr. Ala-ud-Din Siddiqi as honorary head of the Department of Islamiyyat in his place.

۱۹- علامہ اسد کو شعبہ اسلامیات کی سربراہی پیش کیے جانے کا ذکر سب سے پہلے راقم الحروف نے کیا لیکن جس کتاب میں یہ ذکر ہوا وہاں یہ مبحث زمانہء زیرِ بحث سے متعلق نہیں تھا اس لیے محض اس طرف اشارہ کیا جا سکا (تاریخ جامعہ پنجاب جلد دوم لاہور پنجاب یونی ورسٹی ۲۰۰۴ء ص ۳۴۶) اب زیرِ نظر مضمون کے ذریعے وضاحت کی جا رہی ہے کہ علامہ اسد نے منصب قبول کرنے کے بعد اور اس منصب پر گیارہ ماہ تک فائز رہنے کے بعد یہ معذرت کی تھی۔

20- All Pakistan Political Science Association, *Proceedings of the First All Pakistan Political Science Conference 1950,* Lahore, The Punjab University Press, 1950.

بحوالہ محمد ارشد، محولہ بالا، ص ۱۲۵۔

۲۱- غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر، صد سالہ تاریخ جامعہ پنجاب، لاہور، جامعہ پنجاب، ۱۹۸۲ء، ص ۲۶۱۔

۲۲- غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر، تاریخ یونی ورسٹی اورینٹل کالج لاہور، لاہور، اورینٹل کالج، ۱۹۶۲ء، ص ۱۸۷۔

23- Murad, Wilfried Hofmann, "Meeting Muhammad" Asad (Lisbon 21 September 1985), in *Muhammad Asad, Europe's Gift to Islam,* edited by M. Ikram Chaghatai, Lahore, The Truth Society and Sang-e-Meel Publications, 2006, Vol. II, p. 1142.

۲۴- غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر، تاریخ یونی ورسٹی اورینٹل کالج، لاہور، اورینٹل کالج، ۱۹۶۲ء، ص ۲۲۸-۲۲۹۔

۲۵- غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر، صد سالہ تاریخ جامعہ پنجاب، لاہور، جامعہ پنجاب، ۱۹۸۲ء، ص ۲۹۰۔

26- Alauddin Siddiqui, Foreword, *International Islamic Colloquium Papers,* Decemebr 29, 1957- January 8, 1958, Lahore, Punjab University Press, 1960, p.VII.

27- *Proceedings of the Chancellor's Committee*, University of the Punjab, Lahore, dated 25th January, 1958.

28- *Proceedings of the Chancellor's Committee*, University of the Punjab, Lahore, dated 30th March, 1957.

29- *Proceedings of the Chancellor's Committee*, University of the Punjab, Lahore, dated 20th April, 1957.

30- *Proceedings of the Chancellor's Committee*, University of the Punjab, Lahore, dated 30th November, 1957.

۳۱- صد سالہ تاریخ جامعہ پنجاب، محولہ بالا، جائے مذکور۔

۳۲- ''اشارات''، ماہ نامہ ترجمان القرآن، لاہور، مرتبہ سید ابوالاعلیٰ مودودی، لاہور، جمادی الآخر، ۱۳۷۷ھ، جلد

۴۹، عدد۴، ص ۱۱۔

۳۳- محمد ارشد، محولہ بالا۔

۳۴- پروفیسر شیخ امتیاز علی سے راقم الحروف کی ٹیلی فونی گفتگو، ۱۹ر جون ۲۰۰۷ء۔

۳۵- ڈاکٹر محمد افضل دریاران مکتب جلد دوم، حصول پاکستان کی جدوجہد، عینی شہادتیں، مرتبہ بیدار ملک، لاہور، پاکستان سٹڈی سنٹر، پنجاب یونی ورسٹی، قائد اعظم کیمپس، ۱۹۹۲ء، ص ص ۲۱۳-۲۱۴۔

۳۶- ایضاً

37-38 *Proceedings of the Chancellor's Committee*, University of the Punjab, Lahore, dated 25th January, 1958.

۳۹- دیکھیے حوالہ نمبر ۲۲